سرائیکی سفر نامے کی روایت (تحقیقی جائزہ)

امجد رضا*ڈاکٹر صفدر**

Abstract

Saraiki travelogue was in a poetic form in the beginning. These travelogues were written to depict sacred places poetic travelogues are found in two form of 'Kaafi' However, Saraiki travelogues describe Saraiki civilization and culture. They also descrbe deprivations of Saraiki begion. The travelogue write as have also depicted foreign civilization and culture beautifully Saraiki travelogue can be compaed to any developed travelogue written in any language.

سفر کو وسیلہ ظفر سمجھا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ انسان نے ابتدا میں ہی نامعلوم کی تلاش میں دور دراز مقامات کے اسفار کیے۔ یہ ایک بیانیہ صنف ادب ہے جو مختلف ہیتوں میں لکھی جاتی ہے بعض سفر نامے بیانیہ اور بعض ڈائری کی صورت میں تحریر ہوئے ہیں۔ڈائری کی صورت میں تحریر کردہ سفر ناموں میں سچائی بنیادی حیثیت کی حامل ہوتی ہے۔ تخیل کا استعمال بہت کم ہوتا ہے اور واقعات اور سفر نامہ نگار کا فوری رد عمل بالکل واضح ہوتا ہے۔ سفر نامہ نگار سفر کے دوران یا سفر کے اختتام پر اپنے مشاہدات و تجربات اور جذبات واحساسات کو ایک خاص ترتیب سے لکھتا ہے اُردو میں اسے سفر نامہ اور سرائیکی میں پندھ وہانی کہتے ہیں۔

دنیا میں بولی جانے والی ہر زبان کی طرح سرائیکی سفر نامہ کی ابتدا بھی منظوم شکل میں ملتی ہے۔ابتدائی سفر نامے کسی مقدس مقام کی زیارت کے لئیے لکھے گئے۔ سرائیکی سفر نامے کی روایت کو اس طرح تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

سرائیکی منظوم سفر نامے

سرائیکی منثور سفر نامے

---

* لیکچرر شعبہ سرائیکی گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج خانیوال۔

** ڈاکٹر صفدر، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ سرائیکی اسلامیہ یونیورسٹی 'بہاولپور۔

منظوم سفر نامے حج ناموں کی صورت میں ملتے ہیں۔ان منظوم حج ناموں کا آغاز سرائیکی شاعری کے امام خواجہ فرید نے اپنی کافیوں میں کیا ہے۔ان کی ایک مشہور کافی ہے۔

آپہنتم جیندیں مکے	ایں شہر مبارک بکے
واہ دیس عرب دیاں چالیں	خوش طرحیں خوب خصالیں
گیاں وسرو طن دیاں گالھیں	کیا خویش قبیلے سکے(۱)

خواجہ فرید کی طرح بزرگ سرائیکی شاعر واحد بخش واحد نے بھی اپنے کلام میں کافی کی صورت میں اپنے سفر حج کے تاثرات پیش کیے ہیں۔

آیا بلاوا یار دا	غمخوار دادلدار دا
عرفات وچ پہنچتے جڈاں	رحمت دی بارش تھئی تڈاں
بخشے گئے بڈھڑے جوان	وعدہ ہا سوہنے یار دا (۲)

"سفر نامہ کوہ غم" قاضی محمد عارف پہلا باقاعدہ منظوم حج نامہ ہے۔مہر عبدالحق کے مطابق:

"یہ سفر نامہ حج منظوم اُردو اور سرائیکی دونوں زبانوں میں ہے یوں دونوں زبانوں کا پہلا سفر نامہ ہے۔مصنف ۱۳ ماہ شوال ۱۲۱۸ھ (۱۸۸۱ء) کو سفر پر روانہ ہوئے ۳۰ ماہ محرم الحرام ۱۳۰۱ھ (۱۸۸۴ء) کو وطن واپس آئے"۔(۳)

گذری رات مسافت اندر ہویا فضل خدایا
وقت سعید سحر دے آکر شہر مدینہ پایا
دور تھئے سبھ رنج آکر سفر دے ہویا پندھ سجایا
ڈٹھا نوری شہر مدینہ دل دا سوز ونجایا(۴)

اسد ملتانی ۱۹۵۴ء میں حج کی سعادت حاصل کی اس مبارک سفر کو تحفہ حرم کے عنوان سے منظوم کیا۔

اسی طرح صوفی فیض محمد دلچسپ "سفر نامہ حج "جو کہ طویل نظم کی صورت انچاس(۴۹) بندوں پر مشتمل ہے۔جو مختلف مقدس مقامات کی زیارات کے تاثرات ہیں۔حج ناموں کے علاوہ مختلف مثلاً کربلا کا سفر، روضہ جات، شہداء کربلا اور اہلِ بیت کے مزارات کے سفر کے احوال ہیں۔

کربلا نجف، بغداد، کوفہ، جن شہروں میں شہدا کے مزارات موجود ہیں ان کی زیارات کے لیے سفر نامے

منظوم صورت میں ملتے ہیں۔ جن میں سید غلام حسین فائز کربلائی کے بالترتیب سفر نامہ زائرین ۱۹۴۸ء، ۱۹۳۳ء رہنمائے سفر نامہ ایران، عراق و شام (۱۹۴۸ء) میں شائع ہوئے۔ سفر نامہ امام رضاؑ سید امام علی شاہ شفیق کا منظوم سفر نامہ ہے حضرت امام رضا کے روضہ مبارک کی زیارت کا احوال ہے۔

نثر میں بھی حج نامے اور کربلا کے زیارات کے حوالے سے سفر نامے لکھے گئے ان میں توبہ کے مسافر، دلبر حسین مولائی ۲۰۱۴ء میں ہوتانی پرنٹنگ پریس ڈی جی خان سے شائع ہوا۔ جس میں سعودی عرب، شام، ایران، عراق کے مقدس مقدمات کی زیارات اور ان کا احوال ہے۔

"میڈا عشق وی توں" قاسم سیال کا منظوم حج نامہ ہے جون ۲۰۱۱ء میں شائع ہوا۔ جس میں مقدس مقام حج کے دوران ایام اور ان کا احوال ہے۔

سرائیکی منثور سفر ناموں میں پہلا سفر نامہ "پیت دے پندھ" سفر نامہ نگار اسماعیل احمدانی ہیں یہ سفر نامہ ۱۹۸۰ء میں سرائیکی پبلی کیشنز جام پور سے شائع ہوا اور ۱۹۸۱ء میں اکادمی ادبیات پاکستان نے اسے خواجہ فرید ادبی ایوارڈ سے نوازا۔ اگرچہ سفر نامہ نگار نے اسے ٹریولاگ رپورتاژ اور لکھا ہے تاہم اس کی وضاحت میں اسلم رسولپوری لکھتے ہیں۔

"ایہہ کتاب سرائیکی ادب وچ ہک نویں صنف دا اضافہ اے اینکوں تساں سفر نامہ آکھو ٹریو لاگ یا رپوتاژ، مصنف تساڈے اتے کوئی پابندی نئیں لائی، لیکن میں یقین نال آکھ سگدا جو ایہہ صنف سرائیکی ادب وچ پہلی دفعہ ورتی گئی اے، اتے ایں کنیں اگے موجود کے نہ ہئی"۔ **(۵)**

"ویندیں وگدیں" ڈاکٹر سجاد حیدر پرویز کے اندرون ملک اور بیرون ملک سفر پر مشتمل پر تاثراتی سفر نامہ ہے جو ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا۔

ان میں پہلا حصہ "تونسہ توں درہ تائیں" جو سرائیکی وسیب کی تہذیب و ثقافت کو اجاگر کرتا ہے۔ دوسرا حصہ "تونسہ تو جاپان تائیں"، "تیسرا تونسہ توں کراچی تائیں" پر مشتمل ہے۔

تونسہ توں جاپان تائیں ڈاکٹر سجاد حیدر کے قلم کا اعجاز ہے کہ وہ اپنی سادہ زبان اور اسلوب میں جاپان کی تاریخ و ثقافت کے ساتھ وہاں کے لوگوں بالخصوص طالب علموں کو اپنی سرائیکی تہذیب و ثقافت سے بھی روشناس کراتے ہیں۔

"جاپان دے قدیم دور وچ استعمال تھیون آلے اوزار، سواریاں، حتیٰ کہ جو اُٹھ ڈھانچہ کھل پوائی ہوئی وی موجود رہا۔ اساڈے نال جاپانی طالب علم ہن۔ اساں پچھیا ایہہ کیا ہے؟ کجھ نے لاعلمی ظاہر کیتی۔ ہک ڈونے آکھا نے اُٹھ اے۔ جیڑے اساں ڈسایا جو اے ساڈے پاسے ایہ سواری تے مال برداری دے کم آندے تاں سارے بہوں حیران تھئے"۔ **(۶)**

"پکھی واس ممتاز حیدر کا سفر نامہ ہے ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا۔ بھارت کے اس سفر نامہ میں سفر نامہ نگار نے ماضی کو حال سے جوڑ کے دکھانے کی کوشش کی ہے۔

یہ سفر نامہ ملتان سے لاہور امر تسر سے شروع ہو کر دہلی جے پور، آگرہ، فتح پور، متھرا پھر امر تسر واپسی پہ ختم ہوتا ہے۔ اُن شہروں کی تہذیب و ثقافت تاریخی عمارتوں، مشاہدات اور تاثرات کے ساتھ پاکستان کی بھی معاشرت کا موازنہ کرتے ہیں۔

"اٹاری کنوں امر تسر دے رستے اچ ساگی لینڈ سکیپ تے سانجھا ماحول ہا۔ کنکیں پیلیاں تھیندیاں ہویاں گھا کپیندیاں نینگریں تے مال چریندے آجڑی، کجھ لحظے تاں یقین نہ آیا جو اساں بے ملک اچ آگیوں"۔

"کوکدے پندھ کرلاندے پاندھی، عبدالباسط بھٹی کا لکھا ہوا سفر نامہ جو ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا تاہم دوسرا ایڈیشن ۲۰۱۳ء میں شائع ہوا ہے۔ اس سفر نامہ میں مصنف کی جنم بھومی احمد پور شرقیہ سے چنن پیر (روہی) تک کا ہے اگرچہ یہ ایک دن اور رات کا سفر ہے تاہم اپنے زبان و بیان کے حوالے سے یہ سرائیکی سفر ناموں میں نمایاں مقام کا حامل ہے۔

مصنف کو اپنے وطن، مٹی اور دھرتی سے محبت ہے اور ایک ایک لفظ سے اُس کی خوشبو آتی ہے۔ سرائیکی وسیب کی محرومیاں غربت جہالت بے روزگاری کیساتھ اس خطے کی تاریخ اور فطرت کے رنگوں کی عکاسی خوبصورتی سے بیان کی گئی ہے۔

"پھگن پھگدا رت بدلدی تاں امب بور چیندے، کھجیاں سیپیاں کڈھیندیاں نکراں کوں
پھلیاں لگدیاں لنگ ودھدی۔ سونجڑیں بھلیاں کڈھیندے۔ کچنالیں کوں لال گلابی چٹے
نیلے پھل لگدے۔ تے ساڈی وستی اگوں کچے رستیاں اتے جاتراں اٹھاں دیاں آگھندن ہا۔
اساں گنڑوں ہاپک ڈوں ترائے چار۔ سمجھ نہ آندی پئی کیڈوں آندن کیڈے ویندن"۔(۷)

"روہی لیر کیتر" محمد اعظم سعیدی کا سفر نامہ ہے جو ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا۔ یہ سفر نامہ سرائیکی وسیب بالخصوص روھی کی تاریخ بھی ہے جس میں وسیب کا المیہ اور رزمیہ دونوں شامل ہیں۔ زبان، رسوم و رواج اور گم ہوتی ہوئی تہذیب کی بازیافت ہے۔ روہی ایک حقیقت ہے تاریخ ہے۔ اور اپنے معاشی ثقافتی پس منظر کے باعث مستقبل کی امین بھی ہے۔

"چاچا سئیں روہی کو روہی کیوں آہدن، روہی کیا ہئی؟ ٹھڈا شکارا۔ پتر تیکوں ڈسیاں تاں
ہم۔ جو روہی اساں سرائیکیاں دی وڈیری اے۔ کہیں کوں ماں بٹن تے پالیں کہیں کو
بھین دا پیار ڈتس کہیں دی دھی اے روحی اساڈی صدیاں دی ماں ہے"۔(۹)

"پندھیڑو" سرائیکی کے معروف شاعر جہانگیر مخلص کے پاکستان کے شمالی علاقہ جات کا سفر نامہ ہے۔ جو ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا۔ مصنف نے شمالی علاقہ جات کی تہذیب و ثقافت وہاں کے باشندوں کے رویے رہن سہن وادیاں بالخصوص نئے سفر کرنیوالوں کے لیے اہم اور خوبصورت مقامات کی تفصیل اور معلومات کے حوالے سے اہم حیثیت کا

حامل ہے۔اپنی اسی انفرادیت کی بناپر اکادمی ادبیات پاکستان سے خواجہ فرید ایوارڈ سے نوازا۔

"بلتستان وسیب دی ترے لکھ دی آبادی وچ ایں شہر کوں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔
اتھ کے آریا تے تاتاری نسل دا سنجوک ملدے مونڈھلی مذہب دا کوئی پک کینی۔ڈیڈھ
ہزار سال اگے اے لوگ ہندو ہن۔چوڈھویں صدی عیسویں کوں ایران کنوں آئے
مبلغین نے اسلام کو چوگوٹھ کھنڈاڈتا"۔(۱۰)

"پاندھی پچھاں واٹیں تکاں "حمید الفت ملغانی کا سفر نامہ ہے جو ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا۔حمید الفت ملغانی کے ریڈیو پاکستان ملتان کے ایک سلسلہ وار پروگرام "پاندھی ٹردا جُل" کے نام سے شروع کیا تھا جس میں روہی تھل دمان کے علاقوں کا تعارف کرایا جاتا تھا جو بعد بطور سفر نامہ کتابی شکل میں شائع ہوا۔یہ سفر نامہ دس حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جس میں روحی، تھل، دمان کی تاریخ و ثقافت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

"بھٹہ واہن دی مشہوری دی وڈی وجہ اے ہے جو ایں جاہ کوں سسی دے جمنے نال
منسوب کیتا ویندے، ایں قصبے وچ ہک ڈوں منزلہ کردی بھردی پرانی عمارت ڈیکھن وچ
آئی جہیڑی سسی دی ماڑھی نال سنجاتی ویندی ہے"۔(۱۱)

"سینے جھوکاں دیدیں دیرے"مشہور صحافی نذیر لغاری کا سعودی عرب، مصراور برطانیہ جیسے ملکوں کا سفر نامہ ہے جو ۲۰۰۱ء میں شائع ہوا۔

یہ سفر نامہ تین مختلف تہذیبوں اور براعظموں کی داستان ہے۔اس سفر نامہ میں ہاکڑہ کی تہذیب دریائے ٹیمز کی تہذیب کے ملاپ سے نئے مکالمے کا آغاز ہے۔

زسعید خاور لکھتے ہیں!

"میڈا خیال اے سفر تاں ہے،"سفر نامہ نئیں"ایں کتاب دے کئی چسکے ہن، کتھاہیں
افسانہ، کتھاہیں ناول کتھاہیں تاریخ، کتھاہیں تحقیق، کتھاہیں فکر، کتھائیں فقر تے فاقہ،
کتھائیں کتھائیں شاعری وی تاں ہے"۔(۱۲)

"گھ دی کہانی"مزار خان کا سفر نامہ ہے جو دون دلی میں گزارنے کا احوال ہے یہ سفر نامہ ۲۰۰۷ء میں شائع ہوا۔

اس سفر نامہ میں مزار خان نے ہمسایہ ملک بھارت کے شہر دلی جانے کے لیے ابتدائی مشکلات ویزے نہ لگنے کی وجوہات سفر کی تیاری، سامان اور دوستوں کا ذکر سادہ زبان میں بیان کیا ہے۔

معاشرتی رسم ورواج، تہذیب اور سماجی برائیوں کے حوالہ سے موازنہ کرتے ہوئے وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ

دونوں اطراف کے لوگوں کی سوچ میں زیادہ فرق نہیں ہے۔

"سرکاری ملازم بھانویں پاکستانی ہووے یا انڈین عملے دے چہرے تے ہکو سنواں کراڑ پھٹکدا پیا ہوندے کراڑتے کاوڑ رل کے انہاں دے چہراں دا فطری نور نپیر گھدا ہا۔ چہرے جوان ہون دے باجود خاصے کھور ہے لگدے ہن"۔(۱۳)

"رول گاہا" محبوب تابش کا سفر نامہ ہے جو ۲۰۰۷ء میں شائع ہوا۔ یہ پاکستان کے مختلف معروف شہروں اور علاقوں کا حوالے سے سفر نامہ ہے۔ بالخصوصی، سرائیکی وسیب کے لوگوں کی محرومیاں اجاگر کی گئی ہیں۔ یہ سرائیکی وسیب اور علاقائی تہذیب وثقافت کے حوالے سے موثر سفر نامہ ہے۔

"ریت دے انہیں ٹبیں وچ کئی صدیاں دیاں یادگاراں پوریاں لاتھین جو سندھ وادی تے ہاکڑا دی تہذیب سی سماجی سلیاڑ دیاں بہوں وڈیاں گواہیان ہن کڈاہیں اتھے بدھ راج کریندے ہن تاں کڈاہیں اگے ہندو راجیں دی دھرتی ہئی۔ اتھاہیں مڑی تامڑھی ناں دی ہک ہندو عبادت گاہ ہئی جتھاں شولنگ دی پوجا کیتی ویندی ہئی۔ اتھاں او تریمتیں آ کے منت منیندیاں ہن جنہیں کوں بال نہ جمندے ہن"۔(۱۴)

"پندھ پندھیڑ ودے" قاسم سیال کا لکھا ہوا سفر نامہ ہے جو سرائیکی ادبی بورڈ ملتان سے ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا۔ یہ سفر نامہ ایران، تھائی لینڈ اور سری لنکا تین ملکوں کا سفری احوال ہے۔ڈاکٹر اسلم عزیز اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"پندھ پندھیڑ ودے" ہک خوبصورت سفر نامہ یا سیاحت نامہ ہے جیندے اچ دل اکھ بن گئے تے قلم کیمرہ۔ ترائے ملکیں دا منظری تے انسانی حسن ایں کتاب دے اوراق اچ ایں کھنڈیا ہوا یا اے کہ اتھوں دی خوش بو لفظ لفظ تے ورق ورق تو پھڈی دی ہوئی صرف محسوس سی نئیں تھیندی بلکہ ڈسدی وی ہے"۔(۱۵)

"دلی ڈھائی کوہ" سرائیکی ادب کے محقق و نقاد شوکت مغل کا سفر نامہ ہے۔ جو ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا۔ یہ سفر نامہ ہندوستان کی سیر پر مشتمل ہے جس میں انہوں نے ہندوستان کے تاریخی مقامات کو ان کے تاریخی تناظر میں بیان کیا ہے کہ قاری کا تجسس برقرار رہتا ہے۔ مغل دور کی ان یادگاروں کے ساتھ سیر کے دوران دلی کے گرد و نواح کی زبان اور بولیاں ان میں تبدیلیوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ دلی ڈھائی کوہ کی انفرادیت یہ ہے کہ یہ دونوں ملکوں کو زبان تہذیب و ثقافت اور ادب، ادیبوں کے ذریعے جوڑنے کا وسیلہ ہے۔

"رات دے ڈھ وجے اساں ویلھے تھی اپنے کمریاں اچ چلے گیو سے آج دی اے شاندار

تقریب ہک یادگار تقریب ہئی جیندے وچ اساں پاکستانی سرائیکیاں ہندوستانی سرائیکیاں
دے سینے کھلے دل جذباتی تے اکھیں سکاتی ڈھٹیاں"۔(۱۶)

"ملتان کنوں پٹیالے تئیں" شوکت مغل کا سفر نامہ ہے جو ۲۰۱۴ء میں شائع ہوا جس میں انہوں نے ورلڈ پنجابی کانفرنس ۲۰۰۴ء میں شرکت کے دوران کے حالات و واقعات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

سرائیکی سفر نامے کی اس روایت میں سرائیکی اخبارات اور سرائیکی رسائل میں شائع ہونے والے سفر نامے اہمیت کے حامل ہیں اس ارتقائی سفر میں مختصر سفر نامے جو ابتدا میں لکھے گئے اور لکھے جا رہے ہیں۔ مختصر سفر ناموں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ریاض بزم خویش وچ، فدا الاحمدانی، مہینے وار "اختر" ملتان، ۱۴ جنوری، ۱۹۷۴ء کو چھپا۔ "سندھ سفر دیاں گالھیں" "ولایت سندھ دیاں گالھیں" "کجھ ڈینہہ کراچی وچ" سجناں دے وطن دی سیر، بریگیڈئر نذیر علی شاہ، سہ ماہی سرائیکی، بہاولپور، اکتوبر ۱۹۶۹ء، کو چھپا۔ صوفی احمد جان دا سفر نامہ، صوفی احمد جان، مہینہ وار سرائیکی ادب، ملتان، اکتوبر ۱۹۷۴ء، کو چھپا۔ اوکاڑیوں ترے میل، طارق جامی، روزنامہ، "امروز"، ملتان، ۲۳ ستمبر ۱۹۷۷ء، ۱۰ مارچ ۱۹۸۹ء۔ سنجان سفر، ارشاد احمد امین، "سنگت" لاہور، پرچہ نمبر ۳ یادیں دے کاک محل، اسماعیل احمدانی، سرائیکی ادب، دسمبر ۱۹۸۳ء، سنگ مر مر وچ خواب، ممتاز حیدر ڈاہر، روہی رنگ، خان پور، نمبر ۲۔ جے پور گلابی شہر وچ، ممتاز حیدر ڈاہر، روہی روپ ملتان، ۲۳ اگست ۱۹۸۳ء، تا ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۳ء۔ ابے سئیں دا آخری سفر، نور احمد خاں فریدی، سرائیکی ادب ملتان، جولائی ۱۹۷۵ء۔ اے ریڈیو بہاولپور اے، غلام حسین راہی گبول، جھوک خانپور، ۵ جنوری ۱۹۹۳ء۔ سک دا پندھ، صابرہ شاہین ڈیروی، سرائیکی ادب ملتان، ۱۹۹۵ء۔ یہ سفر نامہ مختصر اسلام آباد سے مری تک کا ہے جو کہ سرائیکی سفر ناموں میں پہلی خاتون سفر نامہ نگار کا ہے جو کہ تین اقساط میں شائع ہوا ہے۔ مجاہد جتوئی کا سفر نامہ "سچل سارا سچ" پانچ اقساط میں ۲۰، ۲۷، ۲۸، ۳۰ مئی ۱۹۹۱ء کو راہی گبول کا ایک اور سفر نامہ بھونگ توں محمد پور، رحیم آباد وغیرہ سے سفر کے سفر پر مبنی جھوک دے پنڈ ھیڑو کے عنوان سے ۴ جون ۱۹۹۱ء کو شائع ہوا۔

سرائیکی سفر نامے کی روایت، فکری و فنی تجزیے کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں اس صنف نے اپنے ارتقاء میں کافی سفر طے کر لیا ہے۔ یہ اگر اپنے عورج پر نہیں پہنچی تو یقیناً اپنے بچپنے سے باہر نکل چکی ہے۔ بین الاقوامی ادب کے تناظر میں سرائیکی سفر نامہ ان تمام اصول و ضوابط اور معیارات پر پورا اترتا جن کے تحت سفر نامے کا مقام متعین کیا جا سکتا ہے۔ فکری اور فنی لحاظ سے سرائیکی سفر نامہ مقدار کے لحاظ سے تو نہیں لیکن معیار کے لحاظ بین الاقوامی ادب سے بہت پیچھے نہیں ہے۔ قومی سطح پر سرائیکی سفر نامے کا مقام اور بھی بلند ہے۔ قومی زبان اُردو میں یقیناً مقدار اور معیار کے لحاظ سے بہت سا مواد بھر دیتے لیکن علاقائی زبانوں سرائیکی سفر ناموں دوسری زبانوں سے پیچھے نہیں ہے۔

حوالہ جات

۱۔ فرید، خواجہ، "حج دیاں کافیاں"، اُردو اکیڈمی، بہاولپور، ۱۹۶۶ء، ص ۹۷

۲۔ واحد، بخش واحد، مشمولہ، "سرائیکی وچ سفر نامے"، اسلم رسول پوری، تلاوڑے، سرائیکی ادبی بورڈ، ملتان، ۲۰۱۳ء، ص ۴۲-۴۱

۳۔ مہر عبدالحق، ڈاکٹر، "سرائیکی دیا مزید لسانی تحقیقاں"، سرائیکی ادبی بورڈ، ملتان، ۱۹۵۸ء، ص ۳۵۲

۴۔ عارف، قاضی محمد، "کوہ غم"، قلمی نسخہ، از (حبیب فائق) محولہ مقالہ نگار، ص ۹۲

۵۔ رسول پوری، اسلم، "پیت دے پندھ"، سرائیکی پبلی کیشنز، جام پور، ۱۹۸۰ء، ص ۸

۶۔ سجاد حیدر پرویز، ڈاکٹر، "ویندیں وگدیں"، روحانی آرٹس پریس، ملتان ۱۹۸۶ء، ص ۳۸

۷۔ ڈاہر، ممتاز حیدر، "پکھی واس"، سوجھلا، رحیم یار خان، ۱۹۸۶ء، ص ۸

۸۔ عبدالباسط بھٹی، "کوکدے پندھ کرلاندے پاندھی"، جھوک پبلشرز، ملتان، طبع دوم ۲۰۱۳ء، ص ۳۳

۹۔ اعظم سعیدی، "روہی لیر کتیر"، سرائیکی ادبی سنگت، کراچی، ۱۹۸۹ء، ص ۲۵

۱۰۔ جہانگیر مخلص، "پندھیرو"، بیکن بکس، ملتان، ۱۹۹۱ء، ص ۱۴۷

۱۱۔ حمید الفت، ملغانی، "پاندھی پچھاں واٹیں تکاں"، سنجوک پبلی کیشنز، ملتان، ۱۹۹۸ء، ص ۲۲

۱۲۔ سعید خاور، نذیر لغاری، "بے انت مسافر"، سینے جھوکاں دیدیں دیرے، مشہور پریس، کراچی، ۲۰۰۱ء، ص ۵

۱۳۔ مزار خان، "لکھ دی کہانی"، سانجھ پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۳۳

۱۴۔ محبوب تابش، "رول گابا"، سرائیکی ادبی بورڈ، ملتان، ۲۰۰۷ء، ص ۱۶۹

۱۵۔ اسلم عزیز درانی، ڈاکٹر، روزنامہ خبریں، ملتان، ۱۶ فروری، ۲۰۱۲ء

۱۶۔ شوکت مغل، "دلی ڈھائی کوہ"، جھوک پبلشرز، ملتان، ۲۰۱۰ء، ص ۱۱۱